جماعت احمدیہ جرمنی کا ترجمان

ماہنامہ

اخبار احمدیہ

جرمنی

مدیر:- نعیم احمد نیّر

جلد نمبر 5

القرآن الحکیم

يٰٓاَيَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ۞ارْجِعِىٓ اِلٰى رَبِّكِ رَاضِيَةً مَّرْضِيَّةً۞
فَادْخُلِىْ فِىْ عِبٰدِىْ۞ وَادْخُلِىْ جَنَّتِىْ۞

اے نفس مطمئنہ! اپنے رب کی طرف لوٹ جا، راضی رہتے ہوئے اور رضا پاتے ہوئے۔ پس میرے بندوں میں داخل ہو جا۔ اور میری جنت میں داخل ہو جا۔ (سورہ الفجر 28 تا 31)

صحنِ چمن اداس ہے غمگین ہے فضا ماحول کی ہر شے نظر آتی ہے سوگوار

۱۸ اپریل ۲۰۰۳ کو جمعہ تھا، اُس روز سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ نے حسبِ معمول خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا جسے ساری دنیا میں دیکھا اور سنا گیا۔ اس خطبہ جمعہ کے بعد خاکسار بہت خوش تھا کہ اللہ تعالیٰ ہمارے پیارے آقا کی صحت میں بڑی تیزی سے بہتری عطا فرما رہا تھا اور میں نے دل ہی دل میں امید باندھی کہ اگر صحت میں بہتری کی یہی رفتار رہی تو عین ممکن ہے کہ حضور اقدس جرمنی کے سالانہ اجتماع خدام الاحمدیہ کیلئے بھی تشریف لے آئیں۔ پھر دیکھنے والوں نے دیکھا کہ اُسی روز نماز مغرب سے پہلے پیارے آقا مسجد فضل لندن میں ہفتہ وار مجلس عرفان میں بھی رونق افروز ہوئے اور گلاب کی طرح کھلے چہرہ کیساتھ ایسے بھرپور انداز میں سوالات کے جوابات عطا فرماتے رہے کہ کسی کے وہم وگمان میں بھی نہ آسکتا تھا کہ کل کیا قیامت برپا ہونے والی ہے۔ حضور اقدس کی صحت کے بارہ میں اس اطمینان اور تسلی کے تناظر میں ۱۹ اپریل کو بعد دوپہر اڑھائی بجے اس خبر نے کہ "حضور وفات پا گئے ہیں"، ایک خوفناک دھماکہ کی طرح ہر احمدی کے ہوش وحواس اڑا کر رکھ دیئے۔ جن عشاق کے کانوں سے یہ الفاظ ٹکرائے اُن پر کیا گزری ہوگی، اِس کا اندازہ لگانا اور اسے صفحہ قرطاس پر لانا ناممکن ہے۔ خاکسار اپنے دفتر میں بیٹھا تھا کہ شعبہ تبلیغ کے کارکن مکرم چوہدری اقبال احمد صاحب میرے کمرے میں آئے اور واپس چلے گئے پھر چند ہی لمحوں میں دوبارہ آئے اور تھرتھراتی آواز میں اِنَّا لِلّٰہ وانا الیہ راجعون پڑھتے ہوئے میرے گلے سے لگ گئے، میں پہلے حیران ہوا پھر یک دم سناٹے میں آ گیا کہ میرے کانوں سے بھی یہی آواز ٹکرائی تھی کہ "حضور وفات پا گئے"، اس وقت اس امید کے ساتھ کہ خدا کرے یہ خبر غلط ہو، تصدیق کرنے اِدھر اُدھر دوڑا مگر جواب ملا تقدیر مبرم ظاہر ہو چکی ہے۔ تاہم اس وقت تک دل پھر بھی نہیں مانا جب تک کہ حضور کے پرائیویٹ سیکرٹری مکرم منیر احمد جاوید صاحب کو غیر معمولی ہمت اور حوصلہ کے ساتھ MTA پر یہ دل دہلا دینے والی خبر سناتے ہوئے نہ سن لیا۔ اس خبر کی تصدیق کے ساتھ ہی ہر طرف سے اِنَّا لِلّٰہ وانا الیہ راجعون کے تعزیتی کلمات سنائی دینے لگے۔

یہاں جماعت احمدیہ جرمنی کے مرکز بیت السبوح فرینکفرٹ میں دیکھتے ہی دیکھتے فرینکفرٹ اور قرب وجوار سے احبابِ جماعت جن میں بچے، بوڑھے، مرد، خواتین شامل تھیں، جمع ہونے لگے۔ یہ سب کے سب ایک دوسرے کے گلے لگ کر اس حال میں اظہارِ تعزیت کرنے لگے کہ ہر کسی کی آنکھوں میں برسات کی جھڑی لگی ہوئی تھی۔ آنسو تھے کہ بہے جا رہے تھے، لبوں پر سسکیاں اور زبان پر اِنَّا لِلّٰہ وانا الیہ راجعون کے کلمات جاری تھے۔ خاکسار نے اس موقع پر مشاہدہ کیا کہ ایسے کم سن اور نوعمر بچے بھی گہرے غم میں ڈوبے ہوئے تھے جنکے متعلق یہ گمان بھی مشکل ہے کہ انہیں ایسی کیفیت کا ادراک بھی ہو سکتا ہے۔ کوئی اِدھر بیٹھا تھا اور کوئی اُدھر۔ بعض کم سن بچے تو دیوانوں کی طرح بے قابو ہو کر اپنے معصومانہ انداز میں حضور کی جدائی کے غم کا اظہار کرتے دیکھے گئے۔

اُس روز جرمنی بھر میں تعطیلات کی وجہ سے مختلف تنظیموں اور جماعتوں کے بہت سے پروگرام ہو رہے تھے۔ چنانچہ فوری طور پر تمام پروگرام منسوخ کر دیئے گئے اور جرمنی بھر کے مراکز میں احباب جماعت اپنے محبوب امام کی رحلت پر تعزیت کے لئے جمع ہونے لگے۔ جہاں مساجد یا مراکز نہیں وہاں احباب دوستوں اور عزیزوں کے گھروں میں جمع ہو کر اپنا غم بانٹنے لگے۔ اُس روز اور اس سے اگلے روز شادی اور ولیمے کی بہت سی تقاریب ہو رہی تھیں، اس خبر کے ساتھ ہی یکلخت ہر کسی نے فوری طور پر ان تقریبات کو منسوخ کر دیا ہر چند کہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہٗ و نصلّی علیٰ رسولہ الکریم و علیٰ عبدہٖ المسیح الموعود

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ کی رحلت پر جماعت احمدیہ جرمنی کی قرار دادِ تعزیت

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ تجدید عہد وفا

زندہ قوموں کی زندگیوں میں بڑے بڑے سخت وقت آیا کرتے ہیں۔ ایک ایسا ہی وقت جماعت احمدیہ عالمگیر کی تاریخ میں ماہ اپریل 2003ء کی انیسویں کی صبح آیا جب امام جماعت احمدیہ سیدنا حضرت مرزا طاہر احمد خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ خدمت دین سے معمور اپنی 74 سالہ حیات مستعار گزار کر اپنے محبوبِ حقیقی سے جا ملے۔ اناللّٰہ وانا الیہ راجعون۔

یوں تو ازلی وابدی حقیقت كُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ، وَّيَبْقٰى وَجْهُ رَبِّكَ ذُو الْجَلٰلِ وَالْاِكْرَامِ کے تابع ہر ذی روح نے اپنے خالق کے حضور حاضر ہونا ہے مگر کچھ وجود ایسے ہوتے ہیں جن کی جدائی کا تصور ہی لرزہ طاری کر دیا کرتا ہے۔ ہمارے محبوب امام، کروڑوں احمدیوں کے محبوب آقا بھی ایسے ہی وجودوں میں سے تھے جن کی جدائی پر مرد کیا اور خواتین کیا، بچے کیا اور بوڑھے کیا سب کے سب ناقابل بیان دکھ، درد اور رنج وغم میں ڈوب کر رہ گئے اور کرب کے ناقابل بیان مرحلوں سے گزرے۔ ان کی کیفیت کو کون جانے کہ ان کا وہ محبوب آقا بچھڑ گیا تھا جو ہر بچے اور ہر بڑے کے دل کا قرار تھا، جس نے ہر دل میں دعوت الی اللہ کی ایک جوت جگا دی تھی، جس نے اپنی زندگی روحانی اور جسمانی مریضوں کیلئے مسیحا بن کر گزار دی، جس نے غریبوں اور معاشرہ کے پسماندہ طبقوں کا غم کھایا اور ان میں خوشیاں بانٹیں، جس نے اپنی زندگی کا ہر ہر لحہ قُلْ اِنَّ صَلَاتِىْ وَنُسُكِىْ وَمَحْيَاىَ وَمَمَاتِىْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ کی عملی تفسیر بن کر گزارا۔ جس نے خدمتِ دین کی خاطر اور اللہ کی عبادت قائم کرنے کیلئے کبھی کسی مادی مجبوری کو رکاوٹ بننے نہیں دیا اور جس کا رُواں رُواں اللہ، اُسکے رسول اور آپ ﷺ کے غلاموں کی محبت میں رَچا ہوا تھا۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ وَبَارِکْ وَسَلِّمْ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ۔

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ نے اپنے 21 سالہ دور خلافت کے دوران اس قدر علمی و عملی اور تنظیمی و تربیتی کارہائے نمایاں سرانجام دیئے ہیں کہ ان کے عناوین کی فہرست بھی بے حد طویل ہے۔ آپؒ نے درجنوں تحریکات فرمائیں جن میں سے وقفِ نو، تعمیرِ سو مساجد، تراجمِ قرآن واشاعتِ لٹریچر، MTA اور مغربی ممالک میں مراکز کے قیام جیسی دوررس فوائد کی حامل تحریکات سرفہرست ہیں۔ اسی طرح آپ کے علمی وتحقیقی کارناموں میں ہزاروں مجالسِ عرفان کے ساتھ ساتھ اردو اور انگریزی زبان کی بہت سی کتب شامل ہیں۔ یہ بلند پایہ تصانیف جہاں تشنگانِ علم ومعرفت کی پیاس بجھاتی ہیں وہاں آپ کے علمی تبحّر اور گہرے تحقیقی ذوق کی غماز بھی ہیں۔ آپ کے دورِ خلافت کا ایک حیرت انگیز پہلو یہ بھی ہے کہ 21 سال کے دوران معدودے چند کے سوا باقی تمام خطبات جمعہ آپ نے خود ارشاد فرمائے۔ دنیا بھر کی جماعتوں کے سینکڑوں دورے کئے اور ہزاروں خطابات سے نوازا اور افرادِ جماعت کے دلوں کو دعوت الی اللہ کیلئے یوں گرمایا کہ قریہ قریہ بستی بستی ایک عظیم روحانی انقلاب بپا ہو گیا۔ آپؒ کے دل میں اشاعتِ دین ھُدیٰ کی بس ایک تڑپ تھی، جس کا اظہار غالب کا یہ شعر پڑھ کر فرمایا کرتے تھے۔

عاشقی صبر طلب اور تمنائے بے تاب
دل کا کیا رنگ کروں خون جگر ہونے تک

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ کے ہمہ جہت کارہائے نمایاں میں چارسو پھیلے ہوئے سیاسی، معاشرتی اور معاشی مسائل کی نشاندہی، ان کا اسلامی تعلیمات کی روشنی میں حل سمجھانا اور ان کے ذمہ داروں کو نہایت جرأت کے ساتھ انتباہ کرتے ہوئے بنیادی اخلاقی اقدار کی طرف لوٹ آنے کی نصیحت کرنا بھی شامل ہے۔ غرضیکہ اے جانے والے تیری کس کس خوبی اور کس کس ادا کو یاد کریں، تو ایک فرد نہیں ایک زمانہ تھا، ایک عہد تھا، جو تیرے جانے سے بظاہر تو گزر گیا مگر ہم اپنے اللہ سے عہد کرتے ہیں کہ ہم اسے ہمیشہ زندہ رکھیں گے۔ خدا کی قسم! تیری یادوں، تیری نیکیوں اور قربانیوں کو ہمیشہ اپنے لئے مشعل راہ بنا کے رکھیں گے اور تیری جاری فرمودہ تحریکات کو آگے سے آگے بڑھاتے چلے جائیں گے، انشاء اللہ وباللہ التوفیق۔

ہم حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز، خاندان حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور جملہ احباب جماعت احمدیہ عالمگیر سے رنج والم کے اس موقع پر دلی تعزیت کرتے ہیں اور اسکے ساتھ ساتھ حضور اقدس کے ساتھ تجدید عہد وفا بھی کرتے ہیں کہ اے آنے والے ہمارے آقا! ہم پر درد عاجزانہ دُعاؤں، اپنی حقیر کوششوں اور تمام وسائل کیساتھ خدمت دین کے میدان میں اپنے آپ کو جھونکے رکھیں گے، آپکی تمام ہدایات اور نصائح پر دل وجان سے عمل پیرا ہونگے اور جس بڑی سے بڑی قربانی کیلئے بھی آپ ہمیں بلائیں گے، ہمیشہ لبیک لبیک کہتے ہوئے ہمیں تیار اور حاضر پائیں گے، انشاء اللہ وباللہ التوفیق۔

ہم ہیں حضور کے خدام، اراکینِ جماعت احمدیہ جرمنی

انکے انتظامات قریباً مکمل ہو چکے تھے۔ یہاں ہم نے دیکھا کہ تعزیت کے لئے جمع ہونے والے غم رسیدہ احباب جماعت کی کیفیت غم میں ذرا ٹھہراؤ آتا تو ان کا پہلا سوال یہ ہوتا کہ لندن جانے کے لئے جماعتی ہدایات کیا ہیں؟ جن کے پاس تو جرمن قومیت والے پاسپورٹ تھے، وہ تو خبر سنتے ہی تیاری پکڑ چکے تھے۔ انہیں انتظار تھا تو صرف نظام جماعت کی طرف سے اجازت ملنے کا تھا۔ چنانچہ وہ اجازت ملتے ہی گویا پَر لگا کر لندن پہنچنے لگے اور جنہیں ویزہ درکار تھا وہ لگے تڑپنے اور پھڑ کنے۔ نیشنل شعبہ امور خارجہ کا دفتر فوری طور پر کھل گیا اور سیکرٹری امور خارجہ مکرم راجہ محمد یوسف خان صاحب نے امیر صاحب جماعت جرمنی کی ہدایات کی روشنی میں ویزوں کے حصول کے لئے مختلف رابطے کرنے شروع کر دیئے۔ ایسٹر کی تعطیلات کے باعث انہیں بہت مشکل کا سامنا تھا کیونکہ متعلقہ دفاتر کا سارا عملہ رخصت پر تھا۔ اِدھر عاشقان زار تھے کہ وہ ہر قیمت پر لندن پہنچ کر اپنے محبوب امام کا آخری دیدار کرنا چاہتے اور وقتِ رخصت اپنی محبت وعقیدت کے پھول نچھاور کرنا چاہتے تھے۔ قریباً ۲۶ گھنٹے کی مسلسل کوششوں کے بعد اللہ تعالیٰ نے فضل فرمایا اور متعلقہ حکام نے غیر معمولی طور پر اپنے دفاتر کھول کر ویزے جاری کرنے کی یقین دہانی کرائی۔ اس پر احباب کو کچھ تسلی ہوئی مگر منگل کی صبح تک انتظار کی گھڑیاں کیسے کٹیں؟

حکام نے سوموار کی صبح جبکہ ایسٹر کی خاص چھٹی کا دن تھا، کچھ وقت کیلئے Düsseldorf میں اپنا قونصلیٹ خصوصی طور پر کھول کر چند ایک ویزے جاری کئے تا کہ مبلغین سلسلہ مقیم جرمنی بروقت لندن پہنچ سکیں۔ یہ حکام کا غیر معمولی احسان تھا جسے فراموش نہیں کیا جاسکتا مگر اگلے روز تو انہوں نے تمام حدیں توڑ دیں جب آٹھ بجے صبح سے ساڑھے تین بجے رات تک مسلسل کام کرتے ہوئے ۱۲ سو سے زائد غمزدہ احبابِ جماعت کو ویزے جاری کر کر کے انکے زخموں پر مرہم رکھنے کی نیکی کمائی۔ فجزاہم اللہ خیر الجزاء۔

اِدھر سوموار کی صبح جب اعلان ہوا کہ نماز جنازہ اور تدفین بدھ کو بعد دوپہر ہوگی تو احباب جماعت میں لندن پہنچنے کا شوق اور بھی جوش مارنے لگا۔ جس کسی کو جو بھی ذریعہ میسر آیا، وہ اس کے سہارے لندن پہنچنے لگا جس کی وجہ سے ہوائی جہاز احمدیوں سے بھر گئے۔ ساری جگہیں پُر ہوگئیں۔ ٹکٹوں کی قیمتوں میں یکدم ناقابل تصور حد تک اضافہ ہوگیا مگر خلافت کے فدائی اور شیدائی اس اضافہ سے بھی نہ گھبرائے اور 480 یورو تک کا ٹکٹ لیکر بھی اپنے آقا، اپنے امام کو وداع کہنے کیلئے لندن پہنچے جہاں ان کے محبوب آقا کا جسدِ مبارک چہرے پر مسکراہٹ بکھیرے میٹھی ابدی نیند سو رہا تھا۔ کتنی سچی بات کہی تھی اسی محبوب آقا نے

کوئی احمدیوں کے امام سے بڑھ کر کیا دنیا میں غنی ہوگا
ہیں سچے دل اس کی دولت، اخلاص اس کا سرمایہ ہے

لندن پہنچ کر دیکھا کہ یہ حال اور یہ کیفیت صرف جرمنی کے احبابِ جماعت کی ہی نہیں تھی بلکہ یہاں تو دنیا بھر سے دکھ اور غم کے مارے جمع ہو رہے تھے۔ کینیڈا سے جہاز بھر بھر کر آرہے تھے، امریکہ سے سینکڑوں افراد پہنچ چکے تھے تو افریقہ سے بھی پروانے جوق در جوق اڑتے چلے آرہے تھے۔ برِاعظم آسٹریلیا کے دور دراز علاقے، انڈونیشیا، جاپان سے آنے والے عشاق بھی نظر آرہے تھے۔ ہندوپاکستان جہاں سے آنا کوئی آسان بات نہ تھی، سے بھی زخمی دلوں کے ساتھ غم نصیبوں کے قافلوں کے قافلے آرہے تھے۔ غرضیکہ لندن جیسے شہر میں چند گھنٹوں میں ہزاروں ہزار افرادِ جماعت جمع ہو چکے تھے اور اس تعداد میں آخری وقت تک مسلسل اضافہ ہوتا چلا گیا۔ اس ہجوم میں ایسے ایسے افراد سے ملاقاتیں ہوئیں جنکے متعلق عام حالات میں تصور بھی نہیں ہوسکتا کہ وہ لندن آسکیں گے۔ مگر اس موقع پر انہوں نے یقیناً اپنی ساری پونجی اس راہ میں لگادی تھی کہ کسی طرح اپنے آقا کی نمازِ جنازہ میں شرکت کرلیں۔ وہی آقا جس نے گذشتہ بیس سالوں میں جماعت کو نئی زندگی، نیا ولولہ اور ایسا جذبہ دیا تھا جو کبھی نہیں مرسکتا، جسے کبھی کوئی فنا نہیں کرسکتا۔

لندن میں اس ہجوم عاشقان پر غم کا گہرا سایہ تھا۔ ہر شخص کے لبوں پر دُعائیں جاری تھیں اور آنکھوں میں نمی تھی اور ایک دوسرے کے ساتھ ملکر اظہارِ تعزیت کر رہے تھے۔ میں حضور کے قرب میں خدمات بجالانے والوں سے بھی ملا۔ اگرچہ ان سب کے چہروں پر حضور کی ہی تربیت کے نتیجہ میں غیر معمولی صبر و رضا کی کیفیت تھی مگر انکے وجود اس اعصاب شکن صدمہ سے نمایاں طور پر متاثر بھی نظر آرہے تھے۔ دفتر پرائیویٹ سیکرٹری کا عملہ، حفاظت خاص کے کارکنان، مرکزی ومقامی عہدیداران سبھی کی حالت میں مضمونِ واحد تھا مگر جو بات غیروں کے لئے خصوصاً حیران کن تھی وہ یہ کہ باوجود اس کے کہ اس مختصر وقت میں جماعت کا کوئی امام نہ تھا اور اس لحاظ سے یہ وقت جماعت کیلئے بے حد نازک تھا اور مخصوص حالات کے پیشِ نظر کہیں زیادہ خطرناک بھی مگر اللہ تعالیٰ کے فضل کا ہاتھ اور اس کا سایہ ساری جماعت پر اس طرح قائم رہا کہ ہر کام نظام جماعت کے تقاضوں کے عین مطابق ہوتا رہا اور کہیں، کسی مرحلہ پر کوئی رخنہ آیا نہ کوئی رکاوٹ پیدا ہوئی۔ یقیناً یہ اس رخصت ہونے والے پیارے امام کی ہی شبانہ روز کی ان تھک محنت کا پھل تھا جو آپ کی گہری تربیت کے نتیجہ میں نظامِ خلافت کے ساتھ دلوں میں راسخ ہوجانے والی وابستگی، محبت، یقین اور ایمان کی صورت میں سب کے سامنے تھا اور اس کا انتہائی روح پرور اور ایمان افروز نظارہ اس وقت چشم فلک نے دیکھا جب ۲۲ اپریل کی شب نماز مغرب وعشاء کے بعد مجلس انتخاب خلافت کا اجلاس مسجد فضل لندن میں ہوا۔ اس موقع پر صرف اراکینِ مجلس انتخاب کو ہی مسجد میں جانے کی اجازت تھی۔ جبکہ مربیان سلسلہ، امراء وصدران جماعت اور بعض مقامی عہدیدارانِ جماعت کو مسجد فضل لندن سے باہر محمود ہال کے سامنے بٹھایا گیا تھا۔ دیگر تمام احباب احاطہ مسجد سے باہر تھے۔ جس قدر احباب مسجد کے سامنے اور فٹ پاتھ پر سما سکے، سما گئے۔ باقی ہزاروں احباب مرکزی دفاتر کے عقب میں واقع وسیع میدان میں جمع تھے جہاں M.T.A کے ذریعہ سے رابطہ مہیا کیا گیا تھا۔ نمازوں کی ادائیگی کے بعد سب لوگ جہاں جہاں جگہ ملی بیٹھ کر دُعاؤں میں مصروف ہوگئے۔

رات ساڑھے نو بجے اجلاس شروع ہوا تو ہر شخص غیر معمولی خاموشی کے ساتھ دُعا کی کیفیت میں ڈوب گیا۔ انتظار کی گھڑیاں طول پکڑتے پکڑتے دو گھنٹے تک جا پہنچیں۔ انتظار کی گھڑیوں نے طویل ہو کر بھی احباب میں ایسی کیفیت پیدا کی جو اور زیادہ دُعاؤں میں ڈھلتی چلی گئی اور کسی طرف سے بھی کسی رنگ میں بھی بے صبری کا مظاہرہ نہ ہوا بلکہ نظم ضبط اور صبر و رضا کا ایسا شاندار مظاہرہ ہوا کہ عام دنیا میں اس کا تصور بھی نہیں کیا جاسکتا۔ اس موقع پر بھی خلفائے سلسلہ کی تربیت کام اور یاد آئی کہ سب کچھ اُسی کا نتیجہ اور ثمر تھا، الحمد للہ۔

پھر رات گیارہ بج کر چالیس منٹ پر سیکرٹری مجلس انتخاب محترم مولانا عطاء المجیب صاحب راشد نے جو ولولہ انگیز کیفیت میں اعلان کیا کہ اس اجلاس کے نتیجہ میں حضرت صاحبزادہ مرزا مسرور احمد صاحب سلمہ ربہ خلیفۃ المسیح الخامس منتخب ہوگئے ہیں تو تمام حاضرین کی طرف سے بیک زبان بغیر کسی تردّد کے الحمد للہ کا نعرہ بلند ہوا اور یوں لگا جیسے کسی یتیم کو اس کا باپ مل گیا ہے اور بجلی کے لپکے کی طرح یک لخت ان احباب کا اپنے امام کے ساتھ تعلق پیدا ہوگیا ہے اور یوں لگا جیسے ہر دل اپنے نئے امام کی محبت اور اطاعت سے بھر گیا ہے۔ اس روح پرور کیفیت کو یقیناً محسوس تو کیا جاسکتا ہے مگر بیان سے زبانیں اور قلم قاصر ہیں۔ اس کا ایک روح پرور نظارہ وہاں موجود ہزاروں اور MTA کے ذریعہ لاکھوں احباب جماعت نے اس وقت دیکھا جب اسی تقریب میں ایک موقع پر حضرت امیر المؤمنین نے مسجد کے اندر کھڑے ہوئے احباب جماعت کو حکم دیا کہ بیٹھ جائیں تو مسجد کے اندر کیا اور باہر کیا، دُور تک سب عشاق اپنے آقا و مُطاع کی آواز سنتے ہی بیٹھتے چلے گئے۔

مجلسِ انتخاب کا اجلاس ختم ہوا تو بعض دیگر احباب کو مسجد کے اندر جانے کی اجازت مل گئی۔ چنانچہ اس موقع پر خاکسار کو بھی مسجد میں جگہ مل گئی اور جب پہلی عام بیعت ہوئی تو اس میں حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کے قرب میں بیٹھ کر بیعت کرنے کی سعادت ملی، الحمد للہ۔ اسی بیعت سے متصل پہلے حضور انور کو حضرت مسیح موعودؑ کا بابرکت کوٹ اور الیس اللہ بکاف عبدہ والی انگوٹھی نیز حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ کے ہاتھ کی آخری مرتبہ بندھی ہوئی پگڑی پہنائی گئی۔ اس تاریخ ساز موقع پر جب پہلی مرتبہ حضور کو دیکھا تو آپ آنسوؤں میں بھیگے ہوئے تھے۔ آپ کا چہرہ رومال کے ساتھ ڈھکا ہوا تھا اور بیعت کے بعد جب حضور مسجد سے تشریف لے جانے لگے تو حضور کو بالکل قریب سے دیکھنے کا موقع ملا۔ یہ لحہ بھی عجیب لحہ تھا۔ جب اس وجود کی کیفیت بالکل ہی بدل چکی تھی۔ اس وقت غیر معمولی وجاہت آپ میں نظر آئی اور اس کے ساتھ ساتھ اتنی ہی عاجزی وانکساری آپ کے انداز میں نمایاں تھی۔ حضور مسجد سے محمود ہال میں تشریف لے گئے جہاں حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ کا جسدِ مبارک رکھا گیا تھا۔ حضور کے تشریف لے جانے کے بعد کیا مسجد میں اور کیا مسجد کے احاطے یا اس کے باہر، ہر شخص حمد وشکر کے جذبات سے ایک دوسرے کے گلے لگ رہا تھا۔ اس سے پہلے تک غم کی نہر بہے جارہی تھی، اب اس کے ساتھ ساتھ حمد وشکر کی ندی بھی جاری ہوگئی جس سے مومنین کی حالتِ خوف امن میں بدل گئی اور ہر طرف سے الحمد للہ، الحمد للہ کی صدائیں بلند ہونے لگیں۔

اگلے روز ۲۳ اپریل ۲۰۰۳ء کی صبح سے ایک جہاں جانِ جہاں کو الوداع کہنے ٹل فورڈ سرے میں واقع اسلام آباد کی طرف رَواں دَواں تھا۔ خود یہ جانِ جہاں بھی اسی صبح مسجد فضل لندن سے ایک صد گاڑیوں کے قافلے میں اسلام آباد کی طرف روانہ ہوا۔ اس خصوصی قافلے کو لندن سے اسلام آباد تک پولیس کے خصوصی موٹر سائیکل سوار دستے نے اسکواٹ کیا۔ اور سارا راستہ ہر قسم کی دوسری ٹریفک کے لئے بند کر دیا (بقیہ صفحہ ۴)

کرب کے لمحات

میں کرب کے کیسے مرحلوں سے گزر رہی ہوں یہ کون جانے
جو چاند ڈوبا، ہوا اندھیرا
تو ظلمتوں کے پیامبر بھی لپک کے آئے
وہ چاہتے تھے کہ چاندنگری کے باسیوں کو بھی
ظلمتوں کے سپرد کر دیں
مگر یکا یک چھٹا اندھیرا
افق پہ کرنیں ہوئیں ہویدا
وہ خوف اور وسوسے مٹے
جو ہوئے تھے پیدا
عجیب سا وقت آ گیا تھا
عجب دوراہے پہ زندگی تھی
نئی رتوں کی تھی چاہ دل میں
گئی رتوں کا خیال بھی تھا
جہاں جدائی کا کرب گہرا
وہیں پہ شوق وصال بھی تھا
عجب دوراہے پہ زندگی تھی
خوشی بھی دل کو ملال بھی تھا
عجیب سا وقت آ گیا تھا
عجیب حالت تھی اہل دل کی
میں کرب کے کیسے مرحلوں سے گزر رہی ہوں یہ کون جانے
وہ ایک لمحہ نہ عمر بھر میں کبھی فراموش کرسکوں گی

وہ چاند کے ڈوبنے کا لمحہ
فروغ تیرہ شبی کا لمحہ
وہ چیختی زندگی کا لمحہ
وہ ڈوبتی روشنی کا لمحہ
وہ ذہن کی بے حسی کا لمحہ
لہو کی یخ بستگی کا لمحہ
وہ نفس کی سرکشی کا لمحہ
انا کی بے رہروی کا لمحہ
وہ کور چشمی کا کم نگاہی کا
فہم کی کج روی کا لمحہ
شعور کی بے خودی کا لمحہ
وہ لغزش آگہی کا لمحہ
وہ کرب کا ابتلا کا لمحہ
وہ خوف کا بے بسی کا لمحہ
وہ کسم پرسی کا بے کسی کا
تھکن کا درماندگی کا لمحہ
بشر کی بے مائیگی کا لمحہ
ہماری بے چارگی کا لمحہ
سکوت ساقی گری کا لمحہ
وہ پیاس کا تشنگی کا لمحہ
وہ ایک لمحہ تو زندگی پہ محیط سا ہو کے رہ گیا ہے

(صاحبزادی امۃ القدوس ——— بشکریہ روزنامہ الفضل ربوہ، 30 اپریل 2003)

انت الشیخ المسیح الذی لایضاع وقتہ

ایک دن میں پوری زندگی

انگلستان کے ایک مشہور رسالے سنڈے ٹائمز میگزین The Sunday Times Magazine نے اپنی 6 اگست 1989ء کی اشاعت میں ہمارے پیارے آقا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ کی روز مرہ کی مصروفیات کے بارے میں ایک انٹرویو شائع کیا تھا جس میں حضور نے اپنے دن بھر کے کاموں کی تفصیل بیان کی تھی۔ آپکی مصروفیات اور ان تھک محنت کا ذکر سن کر رسالے نے اپنے سلسلہ مضمون کا نام ”A Day in the life of“ سے بدل کر ”A life in the day of“ کر دیا جس سے بتانا یہ مقصود تھا کہ امام جماعت احمدیہ ایک ایک دن میں پوری پوری زندگی جتنا کام کرتے ہیں۔ حضور کے اس انٹرویو کا اردو ترجمہ ماہنامہ تشحیذ الاذہان ربوہ اگست 2002ء کے شکریہ کیساتھ ہدیہ قارئین

آج صبح میں دو بجے (شب) ہی بیدار ہوگیا تھا۔ رمضان المبارک کے مہینے میں یوں بھی ہمارے آرام کے اوقات کم سے کم ہوتے چلے جاتے ہیں لیکن عبادت کیلئے کافی وقت مل جاتا ہے۔

میں صبح (بہت جلد) بیدار ہوجاتا ہوں اور وضو کرکے ایک ڈھیلا ڈھالا کشمیری گاؤن پہن لیتا ہوں اور خانہ کعبہ (مکہ) کی طرف منہ کرکے عبادت شروع کردیتا ہوں۔ اپنا ناشتہ میں خود تیار کرتا ہوں بلکہ ہم سب ہی اپنا ناشتہ خود تیار کرتے ہیں۔ مثلاً آج صبح 4:15 کے قریب میں نے کچھ ڈبل روٹی، آملیٹ اور گھر کا بنا ہوا دہی استعمال کیا تھا جس کے بعد تیز چائے (P.G. Tips) کا ایک کپ پیا تھا۔ اس کے بعد میں آرام سے بیٹھ کر کافی کا ایک کپ پیتا ہوں جسے میں خود ہی پیتا اور تیار کرتا ہوں۔ یہ کافی کینیا اور شمالی امریکہ سے درآمدہ کافی کے بیجوں سے تیار کی جاتی ہے۔

قریباً 20 منٹ کے بعد میں مسجد جانے کیلئے تیاری شروع کرتا ہوں اور ایک مرتبہ پھر وضو کرتا ہوں۔ ہم وضو کرتے ہوئے پہلے اپنے ہاتھ دھوتے ہیں۔ اچھی طرح سے کلی کرتے ہیں، ناک میں پانی ڈالتے ہیں، منہ دھوتے ہیں، پھر اپنے بازو کہنیوں تک دھوتے ہیں اور اپنے گیلے ہاتھوں کو سر کے بالوں سے گزارتے ہوئے پیچھے گردن تک لے جاتے ہیں اور اپنی انگلیوں کو کانوں میں پھیر لیتے ہیں۔ یہ (مسح) طبیعت میں ایک خوشگوار احساس پیدا کرتا ہے اور ذہن کو یکسوئی مہیا کرتا ہے۔ (وضو کے آخر پر) ہم اپنے پاؤں بھی دھوتے ہیں۔ لیکن اگر کسی نے جرابیں پہن رکھی ہوں تو وہ علامتی طور پر محض اپنے پاؤں پر ہاتھ پھیر کر ان کا مسح بھی کرسکتا ہے۔

وضو کے بعد میں اپنا جوتا پہنتا ہوں اور آخر پر پگڑی جو تیار رکھی ہوتی ہے اور ایک مرتبہ باندھنے کے بعد تین چار روز تک کام میں آتی رہتی ہے۔

نماز فجر مسجد میں ہمیشہ صبح صادق کے قریباً 20 منٹ بعد ہوتی ہے۔ جس میں کچھ تو مسنون دعائیں ہوتی ہیں اور کچھ مختلف قسم کی مناجات۔ جو کچھ بھی آپ اپنے اللہ سے مانگنا چاہیں آپ مانگ سکتے ہیں اور یہ ذاتی مناجات اور دُعائیں تو وقت کی مناسبت سے بدلتی بھی رہتی ہیں۔ جماعت کے تمام احباب کیلئے مجھے دُعائیں کرنا ہوتی ہیں جو دنیا کے کونے کونے سے مجھے خطوط کے ذریعے دُعا کیلئے لکھتے رہتے ہیں اور بعض مرتبہ تو یہ فہرست بہت طویل ہوجاتی ہے۔

روزانہ صبح نماز فجر کے معاً بعد میں قریباً 5 میل لمبی تیز سیر کرتا ہوں اور اس دوران سیر کے کپڑے (جاگنگ سوٹ) پہنتا ہوں جبکہ پگڑی کی بجائے ہلکی ٹوپی پہن لیتا ہوں۔ سیر سے فارغ ہوکر اگر وقت مل جائے تو غسل کرتا ہوں تاہم جمعہ کے روز کا غسل تو لازمی ہے۔ غسل کیلئے میں بالٹی میں نیم گرم پانی لیکر اس سے نہاتا ہوں۔ باتھ ٹب میں بیٹھنا اور ٹھہرے ہوئے پانی میں پڑے نہاتے رہنا مجھے سخت ناپسند ہے۔

دوسال پہلے تک میں باقاعدگی سے سکواش کھیلتا رہا ہوں لیکن پھر جماعت کے بعض مخلص احباب نے جو کھیل کے دوران لگنے والی چوٹوں (مثلاً دیوار سے ٹکرا جانا یا مخالف کھلاڑی کے ریکٹ کا لگ جانا) سے خائف تھے، مجھے کھیل بند کرنے کا مشورہ دیا۔ بعض دوست میرے دل کے بارے میں بھی فکرمند تھے لیکن میرے ڈاکٹر نے اس سلسلے میں یہی کہا کہ فکر کی کوئی بات نہیں ہے لیکن اگر سانس پھولنے لگے تو کھیل بند کردیا کریں .... میں سکول آف اورینٹل اینڈ افریقن سٹڈیز کی طرف سے بھی کھیلتا رہا ہوں اور میں نے سکواش کا پہلا سبق عظیم کھلاڑی ہاشم خان سے لیا تھا۔

میں رمضان المبارک کے ایام میں عام معمول سے زیادہ تلاوت کرتا ہوں اور نمازوں کیلئے بھی عام دنوں کی نسبت زیادہ وقت نکالتا ہوں جس کیلئے آرام کی قربانی کرنا پڑتی ہے کیونکہ دفتر کے تمام کام تو رمضان میں بھی اسی طرح جاری رہتے ہیں۔

آج کل میں صبح آٹھ بجے دفتر پہنچ جاتا ہوں لیکن درحقیقت میرا کام اس سے بھی پہلے شروع ہوچکا ہوتا ہے کیونکہ میں روزانہ کی ڈاک دیکھنے کیلئے رات کو خطوط کا ایک بیگ اپنے ساتھ ہی گھر لے جاتا ہوں۔ ڈاک میں عموماً تین سو سے لیکر ایک ہزار تک خطوط ہوتے ہیں۔ میرے دفتر میں ایک پرائیویٹ سیکرٹری، ایک مددگار اور کچھ دیگر کارکن ہیں۔ اسی طرح کچھ خواتین رضاکارانہ طور پر ہمارے روزمرہ کے کاموں میں مدد کیلئے وقت دیتی ہیں۔ پاکستان میں قریباً 100 کارکنوں پر مشتمل عملہ یہ کام کیا کرتا تھا لیکن یہاں UK میں صرف چوبیس افراد کی اجازت ہے جس میں کارکنان اور گھر کے افراد سب شامل ہیں۔ یہاں پر چینی، بنگالی، افریقی، اردو اور انگریزی سیکشن قائم ہیں جبکہ بوقت ضرورت جرمن، ترکی، فرانسیسی اور ڈچ سیکشن بھی کام کرتے ہیں۔

ڈاک دیکھتے ہوئے میں مختصراً ان پر جوابات لکھتا جاتا ہوں اور بعد میں دفتر میں موجود کارکن جوابی خط تحریر کردیتے ہیں۔ ان ذاتی خطوط کے علاوہ روزانہ کی ڈاک میں جماعت کے ترقیاتی کاموں کی رپورٹ پر مبنی ڈاک بھی ہوتی ہے۔ مثلاً مالی امور کی رپورٹیں یا تعلیمی رپورٹیں وغیرہ۔ روزانہ ملاقاتیں بھی ہوتی ہیں جن میں مقامی اور بیرونی دونوں طرح کے احباب وخواتین ملنے کیلئے آتے رہتے ہیں۔ وقت کا ایک بہت بڑا حصہ ان ملاقاتوں پر صرف ہوتا ہے۔ اسی طرح سٹاف کے ساتھ ملاقاتوں کیلئے بھی وقت نکالنا پڑتا ہے۔

جب میری حقیقی والدہ کی وفات ہوئی تب میری عمر صرف 14 سال کی تھی۔ لیکن جس ماحول میں ہماری پرورش ہوئی تھی وہاں ہمیں اپنے والد کی تمام بیویوں کو حقیقی ماں کی طرح سمجھنے کی ہی تعلیم دی جاتی تھی .... سکول کی تعلیم کے لحاظ سے میرا شمار کمزور طلباء میں ہوتا تھا۔ اسکول آف اورینٹل اینڈ افریقن سٹڈیز میں مجھے صرف اس لئے داخلہ مل گیا کہ وہاں کے انچارج سر راف ٹرنر Sir (Ralph Turner) اباجان کیلئے اپنے دل میں نرم گوشہ رکھتے تھے اس بناء پر وہ مجھے رکھنے پر راضی ہوئے لیکن درحقیقت اباجان (حضرت مصلح موعود) پڑھائی سے زیادہ یہ چاہتے تھے کہ میں مغربی ماحول اور معاشرے کے بارے میں اپنی معلومات وسیع کروں اس لئے اس بات کو میں نے ہمیشہ پیش نظر رکھا۔ اپنی پڑھائی کو بھول کر بہت سے دوست بنائے، بہت سا سفر کیا مثلاً سکاٹ لینڈ، آئرلینڈ، یورپ اور پھر نتیجۃً توقعات کے مطابق نکلا یعنی امتحان میں فیل ہوگیا۔ ہاں انگریزی تلفظ میں میرے نمبر بہت اچھے تھے۔

دوپہر کا کھانا دو بجے کے لگ بھگ ہوتا ہے جو عموماً میں اپنی اہلیہ اور بچیوں کے ساتھ کھاتا ہوں۔ اس مقصد کیلئے پاکستان سے ایک باورچی برطانوی حکومت کی اجازت سے منگوایا گیا ہے۔ انگریزی کھانے ہم کبھی کبھار کھاتے ہیں۔ بھنا ہوا گوشت مجھے بہت پسند ہے اور انگریزی طرز پر بنی ہوئی مچھلی بھی۔ خصوصیت سے آلو کے قتلے اور مچھلی (Fish and Chips) مجھے خود بھی کھانا پکانا اچھا لگتا ہے اور یہ میری تفریح کا ایک حصہ ہے۔

دن میں دو مرتبہ تھوڑی سے دیر کیلئے آرام بھی کرتا ہوں۔ آدھ گھنٹہ دوپہر کو اور آدھ گھنٹہ شام کو ساڑھے چھ سے سات بجے کے درمیان۔ یوں لگتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے میرے جسم میں ایک الارم سسٹم نصب کیا ہوا ہے۔ جس کی بدولت میں جب بھی بیدار ہونا چاہوں بیدار ہوجاتا ہوں۔ دن کو دوسرا حصہ دوپہر کے بعد اس وقت شروع ہوتا ہے جب لوگ اپنے اپنے کاموں سے فارغ ہوکر مسجد فضل میں آتے ہیں اور یہ سلسلہ عشاء کی نماز تک جاری رہتا ہے۔ عشاء کے بعد میں گھر واپس آجاتا ہوں۔ رات کا کھانا غروب آفتاب کے مطابق آٹھ سے دس بجے کے درمیان کھاتے ہیں اور اس موقعہ پر عموماً مہمانوں کی ایک بڑی تعداد گھر میں ہوتی ہے۔ کبھی کبھار تو ہم 20 سے بھی زائد افراد ہوتے ہیں .... رات کو میں گھر پر ہی رہتا ہوں اور دس بجے شب والی خبریں ضرور سنتا ہوں۔ اس طرح دیگر گفتگو پر مشتمل پروگرام بھی۔

بچپن میں مجھے تاریخی کہانیاں اور شرلاک ہومز کے جاسوسی ناولوں کا ترجمہ پڑھنا اچھا لگتا تھا اب میں زیادہ تر سائنسی رسائل پڑھنے کو ترجیح دیتا ہوں۔ کبھی کبھار ساڑھے گیارہ بجے میں ایک مرتبہ پھر بیت الذکر میں چلا جاتا ہوں اور واپس آکر اپنی پسند کا مشروب پیتا ہوں جو عموماً چینی طرز کا بنا ہوا سویا ملک (Soya Milk) ہوتا ہے۔ آخری نفل نماز سے فارغ ہوکر میں بستر پر گر جاتا ہوں اور کتاب میرے ہاتھوں میں ہوتی ہے۔ پڑھتے پڑھتے مجھے نیند کا کوئی جھونکا اس کتاب کو میرے سینے پر گرادیتا ہے۔ کمرے کی جلتی ہوئی روشنی کی وجہ سے ایک مرتبہ میری آنکھ کھل جاتی ہے اور پھر میں روشنی گل کردیتا ہوں۔"

☆ وقت کم ہے، بہت ہیں کام، چلو ☆

وقت کم ہے، بہت ہیں کام، چلو
ملگجی ہو رہی ہے شام، چلو

زندگی اس طرح تمام نہ ہو
کام رہ جائیں ناتمام، چلو

کہہ رہا ہے خرامِ بادِ صَبا
جب تلک دم چلے مُدام چلو

منزلیں دے رہی ہیں آوازیں
صُبحِ محوِ سفر ہو، شام چلو

ساتھیو! میرے ساتھ ساتھ رہو
قُربتوں کا لئے پیام، چلو

تم اُٹھے ہو تو لاکھ اُجالے اُٹھے
تم چلے ہو تو برق گام چلو

کبھی ٹھہرو تو مثلِ ابرِ بہار
جب برس جائے فیضِ عام، چلو

رات جاگو مہ و نجوم کے ساتھ
دن کو سورج سے ہم خرام چلو

ہو تمہی کل کے قافلہ سالار
آج بھی ہو تم ہی امام، چلو

تم سے وابستہ ہے جہانِ نو
تمہیں سونپی گئی زمام، چلو

آگے بڑھ کر قدم تو لو، دیکھو
عہدِ نو ہے تمہارے نام، چلو

پیشوائی کرو، تمہاری طرف
آرہا ہے نیا نظام، چلو

Vol. 8 Monthly **Akhbar-e-Ahmadiyya** Germany Issue 5
National Shoba Tasneef, Ahmadiyya Muslim Jamaat, Genfer Str. 11, 60437 Frankfurt/M, Germany, Tel.: 069-50688652, Fax: 50688655

بقیہ:- صحن چمن اداس ہے......

گیا تھا۔ علاوہ ازیں اس قافلہ کے ساتھ ساتھ ایک ہیلی کاپٹر بھی مسلسل پرواز کرتا رہا۔ اس طرح سے حضور پرنور کا جسد مبارک پورے اعزاز واحترام سے اسلام آباد پہنچا جہاں حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے دست مبارک پر پہلی عالمی بیعت کے بعد نماز جنازہ کی ادائیگی اور تدفین ہونی تھی۔

پروگرام کے مطابق نمازِ ظہر وعصر کا وقت ڈیڑھ بجے مقرر کیا گیا تھا مگر اسلام آباد کی طرف آنیوالی سرے کی سڑکوں پر گاڑیوں کے ہجوم کا یہ عالم تھا کہ ہم ساڑھے گیارہ بجے Farnham پہنچ گئے تھے لیکن یہاں سے اسلام آباد تک چند کلومیٹر کا فاصلہ قریباً دو گھنٹے میں طے ہوا۔ جبکہ ہمارے پیچھے اسلام آباد آنے والی گاڑیوں کی لمبی قطاریں لگی ہوئی تھیں۔ ٹریفک کی یہ صورت حال جب حضرت امیر المؤمنین کے علم میں لائی گئی تو حضور نے نمازوں کیلئے مقرر کردہ وقت میں ایک گھنٹہ کی تاخیر کردی۔ چنانچہ اڑھائی بجے جب قریباً سب لوگ اسلام آباد پہنچ گئے تو حضور پرنور ایدہ اللہ تعالیٰ اسلام آباد میں قائم اپنے دفتر سے بیعت اور نمازوں کی ادائیگی کیلئے لگائی گئی مارکی کی طرف تشریف لائے۔ مردوں اور عورتوں کیلئے علیحدہ علیحدہ لگائی گئی دونوں مارکیاں چھوٹی پڑ گئی تھیں اور ہزار ہا افراد نے کھلے میدان میں نمازیں ادا کیں اور نماز جنازہ سے پہلے ہونیوالی پہلی اجتماعی عالمی بیعت میں شرکت کی سعادت حاصل کی۔ بیعت کا یہ نظارہ بھی ایک غیر معمولی وجد طاری کردینے والا نظارہ تھا جب اس قدر وسیع مجمع کا ہر فرد کسی نہ کسی کے کندھے پر ہاتھ رکھے ایک لڑی میں پرویا گیا تھا۔ اور اس لڑی کے ذریعہ سارا مجمع اس لڑی کے نقطہ آغاز یعنی سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کے دست مبارک پر جمع ہوگیا تھا۔ اور صرف یہاں اس میدان میں موجود احبابِ جماعت ہی نہیں بلکہ MTA کے فیض اور برکت سے چہار دانگ عالم میں بسنے والے احباب جماعت نے بھی اس بیعت میں شرکت کرکے اس ایک ہاتھ پر بیعت کرنے والوں کی تعداد کو کروڑوں تک پہنچا دیا تھا۔

اجتماعی بیعت اور دعا کے بعد حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ سٹیج کے عقبی جانب لگائی گئی چھوٹی سی مارکی میں تشریف لے گئے جہاں حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کا جسد اطہر موجود تھا، اور بچھڑ جانے والے محبوب امام کی نماز جنازہ پڑھائی۔ جوں جوں حضرت خلیفۃ المسیح الرابع کی تدفین کا وقت قریب آرہا تھا، ہر شخص کے اضطراب میں اضافہ ہوتا جارہا تھا مگر نماز جنازہ کے وقت تو یہ اضطراب حد سے گزر گیا۔ ہر شخص کا سینہ ہنڈیا کی طرح اُبلنے لگا اور اس تصور سے کہ ابھی تھوڑی دیر بعد حضور کا جسد مبارک بھی ہمارے درمیان نہ رہے گا، ہر شخص کی حالت غیر ہوتی چلی گئی۔ مگر یہ کیفیت ہر شخص کے دل ودماغ، قلب وروح اور جسم وجان تک محدود تھی۔ کوئی ظاہری واویلہ، بے صبری کا مظاہرہ یا ماتم کا منظر نہ تھا۔ بلکہ سنتِ رسولؐ کے عین مطابق ہر شخص راضی برضا بھی تھا۔ نمازِ جنازہ ختم ہوئی تو حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کی قیادت میں افرادِ خاندان حضرت مسیح موعودؑ اور عہدیدارانِ جماعت اس آفتاب کو کندھا دیتے ہوئے اسلام آباد کی مسجد کے بائیں پہلو میں تیار کی گئی قبر تک لے گئے۔ یہاں ہونیوالی تدفین کا پورا منظر MTA پر براہ راست دکھایا گیا۔ اس وقت ہم اس جگہ سے بہت دور مارکی کے دوسری طرف کار پارکنگ والے میدان میں تھے۔ یہیں قبر تیار ہونے پر ہونی والی دُعا میں ہم شریک ہوئے۔ دُعا کے بعد سب لوگ قبر کی زیارت اور دعا کیلئے دیوانہ وار لپکے، جنہیں انتظامیہ نے بڑے منظم طور پر زیارت کا موقع دیا۔ چنانچہ عورتوں اور مردوں کو باری باری مزار تک قطار میں لیجایا جاتا اور کثرت تعداد کے باعث سب کو یہی ہدایت کی جاتی کہ مزار کے گرد چکر لگاتے ہوئے حالت دُعا میں گزرتے چلے جائیں تاکہ ان ابتدائی لمحات میں زیادہ سے زیادہ احباب کو یہ موقع میسر آسکے۔ میں بھی اپنی باری پر یہاں پہنچا اور جونہی حضور کے مزار پر پڑی مٹی کے ڈھیری پر نظر پڑی تو مجھ پر گویا زلزلہ طاری ہوگیا یہ سوچ کر کہ خورشید مثال شخص اس مٹی میں چھپ گیا ہے۔

اس وقت تو انتظامیہ کی ہدایت کے مطابق دُعا کرتے ہوئے سب لوگ باہر آتے گئے مگر بعد میں موقع ملنے پر عشاق جی بھر کر دُعا کرتے اور اس قدر آنسو بہاتے دیکھے گئے کہ فی الواقع زمین بھی تر ہو جاتی رہی۔ یہ دراصل جانے والے کی محبت تھی جو ہمیشہ دلوں میں گھر کئے رہے گی۔ اس کے احسانات کا معمولی سا اعتراف تھا جنکا فیض نہ ختم ہونے والا ہے۔ مزار پر کھڑے ہوکر میری آنکھوں کے سامنے بھی پیارے آقا کی محبتوں، شفقتوں اور احسانات کی فلم چل پڑی جس کی ابتدا بہت بچپن کی یادوں سے ہو رہی تھی۔ اس کے بعد کچھ سمجھ نہ آئی کہ پیار کی کس کس ادا کو یاد کروں، کس کس احسان کا تذکرہ کروں۔ یادوں کے اس ہجوم میں ایک یاد نے حوصلہ دیا اور وہ یہ کہ دو سال پہلے پیارے آقا رحمہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں تلقین فرمائی تھی کہ یہ دُعا کثرت سے کرتے رہیں۔

يَاأَيَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ☆ارْجِعِي إِلَى رَبِّكِ رَاضِيَةً مَّرْضِيَّةً☆ فَادْخُلِي فِي عِبَادِي☆ وَادْخُلِي جَنَّتِي☆

کہ اے نفس مطمئنہ! اپنے رب کی طرف لوٹ جا، راضی رہتے ہوئے اور رضا پاتے ہوئے۔ پس میرے بندوں میں داخل ہوجا۔ اور میری جنت میں داخل ہوجا۔ (سورہ الفجر 28 تا 31)۔ چنانچہ حضور کا چہرہ مبارک دیکھ کر ہر شخص کا یہی تبصرہ تھا کہ اللہ تعالیٰ نے اس پاک روح اور نفس مطمئنہ کو ایسی حالت میں اپنے پاس بلایا ہے کہ آپ کی دُعا پوری شان کے ساتھ قبول ہو چکی تھی۔ چنانچہ میں اپنی کیفیات کو ان الفاظ میں سانچہ میں ڈھالتے ہوئے یہاں سے واپس ہوا کہ "اے جانے والے محبوب آقا! انتہائی کامیاب اور عمل سے بھرپور زندگی گزارنے کے بعد تیرا اپنے محبوبِ حقیقی کے پاس جانا تجھے بہت مبارک ہو کہ اللہ تعالیٰ نے تیری ہر تمنا پوری فرمائی۔ خدمتِ دین متین کے بھرپور مواقع عطا فرمائے۔ تجھے اس کی اشاعت ایسے وسیع پیمانہ پر کرنے کی سعادت ملی کہ اس کی مثال ملنا محال ہے۔ تیری صدائے فقیرانہ شش جہت میں پھیلتی چلی گئی اور لاکھوں کروڑوں کو زندہ کرتی چلی گئی۔ اب جا اور اپنے رب کی رضا کی جنتوں میں بسیرا کر کہ خدا نے وقت رخصت تیرے پرنور چہرہ کو راضیۃً مرضیۃً کی تصویر بنا کر ہم غم کے ماروں کیلئے بھی تسکین کے کچھ سامان فرما دیئے تھے۔

تیرا وصال تیرا وصلِ یار ہے جاناں
وگرنہ وقتِ وداع مسکرایا کرتے نہیں

(تحریر: محمد الیاس منیر، مربی سلسلہ احمدیہ حال جرمنی)

برطانوی قونصل خانہ جرمنی کا غیر معمولی حسن سلوک

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ کی رحلت کی خبر سنتے ہی دنیا بھر کی جماعتوں کی طرح جماعت ہائے احمدیہ جرمنی میں بھی ایک کہرام مچ گیا۔ ہر احمدی کی خواہش تھی کہ وہ پلک جھپکتے ہی لندن پہنچ جائے۔ جنکے پاس جرمن قومیت تھی، وہ تو فوری طور پر عازم سفر ہوگئے۔ اور جنہیں ویزا درکار تھا وہ ماہی بے آب کیطرح تڑپنے لگے۔ اس موقع پر حکومت برطانیہ نے برطانیہ میں براہ راست اور دیگر دنیا میں سفارت اور قونصل خانوں کے ذریعہ جس عدیم النظیر تعاون اور غیر معمولی مدد کا مظاہرہ کیا اسے الفاظ میں بیان کرنا ممکن نہیں۔ جرمنی میں برطانوی قونصل خانہ نے احباب جماعت کیساتھ جس حسن سلوک کا مظاہرہ کیا وہ بھی ناقابل فراموش ہے۔

تفصیل کچھ یوں ہے کہ محترم نیشنل امیر صاحب جماعت احمدیہ جرمنی کی ہدایات کی روشنی میں شعبہ امور خارجہ جرمنی نے ہنگامی بنیادوں پر رابطے کرنے شروع کردیئے۔ سب سے بڑی مشکل یہ تھی کہ اختتام ہفتہ کی چھٹیوں کی وجہ سے جرمنی میں برطانوی سفارتخانے اور قونصل خانے میں عملے کا کوئی رکن موجود نہ تھا۔ لہٰذا ہنگامی نوعیت کے معاملات کیلئے سفارتخانہ کی طرف سے مقرر ڈیوٹی افسر جناب ٹونی ہیکٹ صاحب سے رابطہ قائم کیا گیا۔ انہوں نے فوری طور پر لندن میں دفتر خارجہ سے رابطہ کرکے ہمیں بتایا کہ ویزا کے خواہشمند احمدیوں کے معاملے پر وہاں غور ہو رہا ہے۔ اتوار تک افسر موصوف سے متعدد بار اس بارے میں تبادلہ خیال ہوا۔ بعد دوپہر انہوں نے بتایا کہ منگل سے پہلے ویزوں کا اجراء ممکن نہیں ہے کیونکہ سوموار کو بھی ایسٹر کی چھٹی ہے۔ اس پر انہیں بتایا گیا کہ ہماری خواہش ہے کہ کم از کم ہمارے مبلغین کرام تو وہاں فوری طور پر پہنچ سکیں۔ جس پر انہوں نے تحریری درخواست بھجوانے کو کہا۔ چند گھنٹوں کے بعد انہوں نے یہ خوشخبری سنائی کہ لندن میں دفتر خارجہ نے ہماری یہ درخواست منظور کرلی ہے اور جرمنی میں متعین مربیانِ سلسلہ کے ویزے سوموار کو یعنی چھٹی والے دن ہی قونصل خانہ Düsseldorf کھول کر لگا دیئے جائیں گے۔ دیگر ویزوں کے متعلق انہوں نے بتایا کہ وہ منگل کو ہی لگیں گے۔ ان سے غیر معمولی تعداد میں متوقع درخواستوں پر کارروائی کے سلسلہ میں مفصل بات چیت ہوئی۔

اس پس منظر میں بروز سوموار دس بجے چھٹیوں کی وجہ سے بند برطانوی قونصل خانہ مربیان کے ویزے لگانے کیلئے کھولا گیا۔ اسی روز ویزا آفیسر محترمہ ٹریسی کول سے اگلے روز کیلئے انتظامات کے بارہ میں مفصل تبادلہ خیال ہوا۔ انہوں نے ویزے کے خواہشمند دل گرفتہ احمدیوں کی درخواستوں پر کارروائی کیلئے محترمہ کرنیا لیواری انچارج قونصل خانہ سے بات کرکے خصوصی انتظامات کرنیکا وعدہ کیا۔ فوری طور پر انہوں نے یہ وعدہ کیا کہ درخواستوں کی وصولی کا وقت بڑھا کر صبح آٹھ بجے سے ساڑھے تین تک کردیا جائے گا۔ اس موقع پر انہیں جماعت کی طرف سے نظم وضبط اور رابطہ کیلئے مقرر کردہ خدام مکرم خاور افتخار صاحب، ڈاکٹر وسیم زاہد صاحب اور مرزا قمر احمد صاحب کے نام دے دیئے گئے۔

ادھر اپنے پیارے امام کی جدائی سے غمزدہ احمدی سوموار اور منگل کی درمیانی شب ہی قونصل خانے کے سامنے جمع ہونا شروع ہوگئے۔ اس صورتحال میں مکرم محمد امتیاز احمد صاحب (Offenbach) نے گاڑیوں کے نمبر لکھ کر ایک فہرست بنانی شروع کردی تاکہ پہلے آنیوالوں کو پہلے باری مل سکے، اس فہرست کو بعد میں ڈیوٹی پر آنیوالے خدام نے جاری رکھا۔ صبح جب درخواستیں وصول کرنے اور ویزے لگنے کا کام شروع ہوا تو صاف پتہ چل گیا کہ زیادہ سے زیادہ درخواستوں پر کارروائی کیلئے خصوصی ہی نہیں بلکہ انتہائی خصوصی انتظامات کئے جاچکے تھے۔ قونصل خانے کا عملہ وقتاً فوقتاً یقین دہانی کرواتا رہا کہ سب کو ویزے ملیں گے، خواہ کتنا ہی وقت کیوں نہ ہو جائے۔

جب یہ سب کچھ ہو رہا تھا تو جرمن پولیس بھی ایک مغربی قونصل خانے کے سامنے سینکڑوں افراد کے یوں جمع ہوجانے کی اطلاع پاکر آگئی۔ ان کو قونصل خانے کے عملے نے بتایا کہ ان لوگوں کے امام لندن میں رحلت فرما گئے ہیں اور یہ وہاں جانے کیلئے ویزوں کے حصول کی خاطر یہاں جمع ہیں۔ اس پر بڑی تعداد میں پولیس واپس چلی گئی تاہم چند گاڑیاں ٹریفک اور پارکنگ کی سہولیات دینے کیلئے وہاں موجود رہیں۔ جن میں سے ایک بڑی گاڑی جس میں لاؤڈ سپیکر اور ٹیلیفون کی سہولت بھی تھی، احمدی کارکنان کے ہی سپرد کردی جس سے وہ اس سارے انتظام کو خوش اسلوبی سے چلاتے رہے۔ صبح سے دوپہر اور دوپہر سے شام ہوگئی۔ احباب وخواتین نہایت صبر وتحمل کا مظاہرہ کرتے رہے اور ویزا ملنے کے امکان کے سامنے پہروں انتظار کی صعوبت ان کیلئے بے معنی ہو چکی تھی۔ سارا دن ویزے جاری ہوتے رہے مگر ابھی تک سینکڑوں درخواست دہندگان لندن پہنچنے کی تڑپ لئے مجسم دُعا بنے قونصل خانے کے باہر موجود تھے۔ دوسری طرف عملے کے کارکنان نہایت محنت اور خندہ پیشانی کے ساتھ ویزے لگا رہے تھے اور بزبانِ حال احمدیوں سے کہہ رہے تھے کہ اگر تم نے ویزوں کے حصول کیلئے ہر قسم کی تکلیف سے گزرنے کی ٹھان لی ہے تو ہم نے بھی عہد کرلیا ہے کہ تمہیں مایوس نہیں لوٹائیں گے۔ عملے کو بلاوقفہ کام کرتے ہوئے پورا دن اور آدھی رات ہو چکی تھی۔

اس غیر معمولی حسن سلوک کی وجہ سے احمدی جذبات تشکر سے مغلوب ہو چکے تھے۔ اُدھر نیشنل امیر صاحب جرمنی کو لمحہ لمحہ کی رپورٹ مل رہی تھی جو مسلسل خدا تعالیٰ کا شکر ادا کر رہے تھے جس نے احباب کیلئے لندن آنے کے راستے آسان کردیئے تھے۔ اور قونصل خانہ کے عملہ کیلئے دعا گو تھے کہ وہ عملاً ہمارے شریک غم ہو چکے تھے۔ اسی اثنا میں قونصل خانے کے عملے نے یہ بتایا کہ آج جرمنی میں برطانوی سفارتی تاریخ کے ایک دن میں جاری کئے جانے والے ویزوں کی تعداد کے تمام سابقہ ریکارڈ ٹوٹ چکے ہیں۔ جب آخری ویزا جاری ہوا تو اگلی صبح کے چار بجنے والے تھے۔ اس طرح نہایت قلیل وقت میں 1200 سے زائد ویزوں کا اجراء ہوا۔ قونصل خانہ کے حکام نے احسان پر اک اور احسان یہ کیا کہ ہر احمدی کو چھ ماہ کا Multiple ویزہ جاری کیا تاکہ وہ جولائی میں ہونے والے جلسہ سالانہ میں بھی نیا ویزا لئے بغیر شرکت کرسکیں۔ اس طرح ان سینکڑوں احمدیوں کو حضور رحمہ اللہ تعالیٰ کی نماز جنازہ میں شمولیت اور حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کے دست مبارک پر بیعت کرنے کا موقع مل گیا جو بظاہر ناممکن نظر آرہا تھا۔

احبابِ جماعت سے اُن تمام برطانوی حکام اور کارکنان کیلئے درخواستِ دعا ہے جنہوں نے احمدیوں کیلئے قدم قدم پر سہولتیں پیدا کرنے کی انتھک کوششیں کیں۔ وہ احمدی خدام بھی دعا کے مستحق ہیں جنہوں نے قونصل خانے کے باہر اور اندر ڈیوٹیاں سرانجام دیں۔ ان احمدیوں کو بھی دعاؤں میں یاد رکھیں جنہوں نے ہر حال میں جماعتی وقار کو ملحوظ رکھا نیز بے مثال صبر وتحمل اور نظم وضبط کا مظاہرہ کیا۔ اللہ تعالیٰ سب کو بہترین جزاء سے نوازے اور دین ودنیا کی حسنات عطا فرمائے اور ہمیں برکات خلافت سے ہمیشہ متمتع فرمائے، آمین

(رپورٹ: راجہ محمد یوسف خان، سیکرٹری امور خارجہ۔ جرمنی)